امام کی ولی عہدی ۔عقیدت یا سیاست (تاریخی تجزیہ)

پروفیسر سید فرمان حسین
شعبہ شیعہ دینیات ،اے ایم یو، علی گڑھ

ساتویں عباسی خلیفہ ابو العباس عبد اللہ المامون نے حضرت امام علی رضاؑ کو اپنے دور خلافت میں یکم رمضان اور بقول جسٹس امیر علی ۲/رمضان ۲۰۱ھ کو ولی عہد سلطنت مقرر کیا تھا اور ماہ صفر ۲۰۳ھ میں حضرت امام علی رضاؑ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اس واقعہ کا گہرائی سے جائزہ لینا از حد ضروری ہے کیونکہ اس سے امامؑ کی شہادت کا بھی گہرا تعلق ہے۔لیکن اس واقعہ کے تجزیہ سے پہلے تاریخی پس منظر پر نظر ڈال لینا بھی بہت مفید ہے۔

تاریخی پس منظر

علاّمہ شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ

”فتح مکہ اسلام کی شہنشاہی کا پہلا دن تھا جو رمضان ۸ھ کا واقعہ ہے۔ اسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل میں محصلین زکوٰۃ کا تقرر فرمایا لیکن اصل خلافت الٰہی کے تمام اجزاء اواخر ۱۰ھ میں زمانہ حجۃ الوداع کے قریب تکمیل پائے۔“[۱]

قرآن مجید نے اسلامی حکومت کے اغراض ومقاصد پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

اَلَّذِینَ اِن مَکَّنّاھُم فِی الاَرضِ اقامُوا الصَّلوٰۃَ وَآتوا الزَّکوٰۃَ وَاَمَرُوا بِالمَعرُوفِ وَنَھَوا عَنِ الُمُنکَرِ،

یعنی مسلمان وہ ہیں جنہیں اگر خدا زمین میں قوت عطا کرے تو عبادت الٰہی کریں۔ مستحقین کی مالی اعانت کریں (زکوٰۃ) لوگوں کو نیکیوں کی تاکید کریں۔ برائیوں سے روکیں اور انجام کار تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس حکومت الٰہیہ کے سب سے پہلے سربراہ خود آنحضور تھے۔آنحضرت کی اصل بعثت کا

مقصد دعوت مذہب، اصلاح خلق اور تزکیۂ نفوس تھا۔ اس کے علاوہ تمام فرائض ضمنی تھے۔۲

عمر شریف اس وقت ساٹھ برس کی تھی لیکن اس عمر میں بھی تمام کام خود انجام دیتے تھے۳ دور کے صوبوں کے متعدد صحابہ گورنر اور والی بنا کر بھیجے گئے تھے لیکن مدینہ اور اطراف مدینہ کے فرائض آپ خود انجام دیتے تھے ۴۔

آپ گورنروں کو رفق و ملاطفت، نرمی اور خوش خوئی کے لئے متوجہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب معاذ بن جبل کو ایک صحابی کے ساتھ یمن کی گورنری پر روانہ فرمایا تو پہلے دونوں کو عام طور سے وصیت فرمائی۔

یسراً لا تعسراً، بشیراً لا تنفراً تطاوعاً و لا تخلتفاً

آسانی پیدا کرنا دشواری نہیں، خوش خبری سنانا وحشت زدہ نہ کرنا۵

معاذ بن جبل سے خاص طور سے فرمایا

احسن خلقک للنّاس

لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ برتاؤ کرنا۔۶

وہ حکومت الٰہی یا حکومت اسلامی جو حضور کے ہاتھوں ۸ ھ میں قائم ہوئی تھی اور جس کی تکمیل ۱۰ ھ کے اواخر میں ہوئی اس کا اوّلین مقصد اسلامی تعلیمات کو عام کرنا، فرائض کو بجالانا اور دوسروں کو بجالانے کا پابند بنانا ظلم وناانصافی کا خاتمہ کرنا، عدل سے بھرپور معاشرہ قائم کرنا مظلوم کی حمایت کرنا۔ ظالم کے مدمقابل کھڑے ہوجانا، حق دار کو اس کا حق دینا اور دوسروں سے دلاتا، قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حکمرانی کرنا اور عوام کو اسلامی مزاج کے سانچہ میں ڈھالنا تھا لیکن ۱۱ ھ کے اوائل ہی میں آنحضور کی وفات کے بعد جس طرح اس حکومت کی تشکیل ہوئی جسے اسلامی حکومت یا خلافت راشدہ یا خلافت علی منہاج النبوّہ کا نام دیا گیا اور اس نے جو سمت اختیار کی اس کے چند نمونے درد مند دل کو رلانے کے لئے کافی ہیں۔

(و) پیغمبرؐ اسلام کی تغسیل، تکفین اور تدفین جیسے اہم فریضہ کو درکنار کرتے ہوئے حکومت سازی اور اس پر قبضہ کرنے کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوکر اسلامی تاریخ کے الم ناک باب کا آغاز کردیا گیا۔ اس مہم میں شریک افراد نے یہ طے کرلیا تھا کہ پیغمبرؐ اسلام کا غسل وکفن اور دفن کرنا تو بنی ہاشم کا کام ہے۔ امت کو اس سے کیا لینا دینا ہے۔

انہیں مکمل یقین تھا کہ بنی ہاشم کسی بھی قیمت پر رسولؐ کے جنازہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکیں

گے اس لئے اس سے بہتر موقع حکومت پر قبضہ کرنے کا پھر کبھی میسر نہیں ہو سکے گا اور ہوا بھی یہی کہ دعوت ذوالعشیرہ اور حجۃ الوداع سے واپسی پر ۱۸/ ذی الحجہ ۱۰ھ کو میدان غدیر میں تقریباً سوالاکھ مسلمانوں کے مجمع میں حضرت علیؑ کی ولایت ، وصایت اور خلافت کے اعلان کے باوجود حکومت الٰہی کے مقدس تخت پر قبضہ کرلیا گیا۔

(ب) خلافت راشدہ، کے تین ابتدائی ادوار میں بہت سے خاندانوں اور قبیلوں کے افراد کو حکومت کے اہم عہدوں پر سرفراز کیا گیا مگر بانی حکومت اسلامی مرسل اعظم کے خاندان بنی ہاشم کے کسی بھی شخص کو کسی بھی اہم اور غیر اہم عہدے کے لائق نہیں سمجھا گیا۔

(ج) رسولؐ اکرم کی مخالفت ، عداوت ،گستاخیاں کرنے والے۔ ہر طرح کا نقصان پہنچانے والے اور ہر طرح سے شمع اسلام کی لو بجھانے کا عزم بالجزم رکھنے والے اشخاص میں دو نام بڑے نمایاں ہیں ایک ابوجہل، اور دوسرا ابوسفیان ،مگر ان دونوں کے رشتہ داروں یا ان کی نسل نے ہی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ،کے دسترخوان سے پیٹ بھر کر کھایا اور فیض کثیر حاصل کیا (خلیفہ دوم حضرت عمر ابن الخطاب ابوجہل کے بھانجے تھے اور ابوسفیان کی نسل یا ان کے قبیلہ بنی امیہ میں تو حکومت بالکل موروثی ہی ہوکر رہ گئی تھی) جبکہ رسولؐ کی بیٹی کو باپ کی میراث سے بھی محروم کردیا گیا جس کی وجہ سے بضعۃ الرسولؐ اذیتیں برداشت کرتے کرتے اور اہل حکومت سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

خلیفہ اوّل نے پہلے تو ابوسفیان کے ایک بیٹے یزید کو اور اس کے مرجانے کے بعد معاویہ کو شام کا والی مقرر کیا، دوسرے خلیفہ نے بھی معاویہ کو اس کی جگہ پر برقرار رکھا اور تیسرے خلیفہ کے تو معاویہ خاندانی رشتہ دار ہی تھے۔ انہوں نے تو اسے اور بھی مضبوط بنایا۔

(د) خلافت راشدہ پر متمکن جو افراد تھے ان میں سے پہلے خلیفہ نے قرآنی آیتوں کے برخلاف ایک حدیث گڑھ کر نبیؐ کی بیٹی سے ان کی وراثت چھینی۔ دوسرے کے بارے میں مشہور عالم اہل سنت جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں۔

اوّل من حرم المتعه

وہ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے (حلال) متعہ کو حرام کردیا تھا۔ ؎

ذاتی کردار یہ تھا کہ آخری وقت اتیٰ عمر بنبيذ فشربه فخرج من جرحه

حضرت عمر کے پاس نبیذ لائی گئی جسے انہوں نے نوش فرمایا مگر وہ ان کے زخموں کے ذریعہ باہر نکل گئی۔ [۸]

(ھ) حضرت عمر کے بعد تیسرے خلیفہ کے تقرر کے لئے جو انتظامات کیے گئے تھے ان میں خصوصی طور سے اس طرح کا اہتمام کیا گیا تھا کہ خلافت حضرت علیؑ تک نہ پہنچنے پائے بلکہ صرف اور صرف بنی امیہ کی ایک فرد حضرت عثمان ہی کو ملے اور ایسا ہی ہوا۔

(د) حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں تمام بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھوں میں دے دئے۔ امیر معاویہ پہلے ہی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں ان کا اقتدار اس حد تک پہنچ گیا کہ شام کے فرماں روائے مطلق سمجھے جاتے تھے۔ [۹]

(ذ) حضرت عثمان کے بارے میں علاّمہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

کان کثیراً مایولّی بنی امیه عمّن لم یکن له مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صحبته فکان یجیٔی من امرائه ماینکره اصحاب محمد۔ [۱۰]

وہ (عثمان) زیادہ تر بنی امیہ کے ان لوگوں کو والی یا امیر بناتے تھے جو رسولؐ کی صحبت میں بھی نہیں رہے تھے اور ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہوتی تھیں جو اصحاب رسولؐ کو پسند نہیں تھیں۔

خلافت راشدہ میں عام روش تھی کہ تھوڑے عرصہ کے بعد گورنروں کو یا تو ہٹا دیا جاتا تھا یا تبادلہ کر دیا جاتا تھا مگر رسولؐ اور آل رسولؐ کا قدیمی دشمن خاندان بنی امیہ اس سے مستثنیٰ تھا، ان کے لئے خصوصی نظر تھی اور نوازشوں کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے تھے۔ معاویہ کو شام کا علاقہ دے کر مطلق العنان اور اتنا مضبوط بنا دیا گیا تھا کہ جب حضرت علیؑ کو حکومت ملی تو وہ بغاوت کرتے ہوئے اپنی افواج کو لے کر مرکزی حکومت کے سامنے آ کھڑا ہوا اور جعل سازی کر کے اسلامی حکومت پر قبضہ کرنے میں کامیاب رہا۔

وکان عمر ینظر الیه فیقول هذا کسری العرب [۱۱]

اور حضرت عمر جب معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ تو عرب کا کسریٰ ہے۔

(ح) بنی ہاشم کو حکومت سے دور رکھنے کی جو توجیہہ خلیفہ ثانی نے بیان فرمائی وہ بھی خوب ہے۔ انہوں نے عبد اللہ ابن عباس سے ایک گفتگو کے درمیان فرمایا'' قوم تمہارا سردار ہونا گوارا نہیں کرتی کیونکہ وہ پسند نہیں کرتے کہ ایک ہی خاندان میں نبوت اور خلافت دونوں جمع ہوں۔ [۱۲] حالانکہ

بنی امیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی جو خاندان رسالت سے ہی تعلق رکھتے تھے، بنی ہاشم تھے اور رسولؐ کے چچا حضرت عباس ابن عبد المطلب کی نسل سے تھے۔ یہ حکومت صدیوں چلی اور لوگوں نے اسے پسند بھی کیا۔

(ط) منظّم منصوبہ بندی کے نتیجہ میں تیسری خلافت کے تقرر سے اموی حکومت کی جو داغ بیل پڑی تھی وہ معاویہ کے دور میں بالکل مستحکم ہوگئی۔ اسے سقیفہ تحریک کی بھرپور کامیابی کہنا چاہئے، اگرچہ بنی امیہ کے بارے میں تاریخ اسلام کے صفحات پر جو کچھ موجود ہے اس میں سے کچھ نمونے درج ذیل ہیں۔

(۱) انّ النبی صلّی اللّٰہ علیہ و سلم رائی بنی امیہ علیٰ منبرہ فسائہ ذالک [۱۳]

آنحضرت نے (خواب میں) بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو یہ برا لگا۔

(۲) رأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم بنی الحکم بن ابی العاص ینزون علیٰ منبرہ نزو القردۃ فساء ذالک فما استجمع ضاحکاً حتّی مات [۱۴]

آنحضرت نے بنی حکم ابن ابو العاص کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپؐ کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں تو یہ منظر آپؐ کو بہت برا لگا۔ اور پھر آپ کی وفات تک کسی نے آپؐ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

اسی کتاب کے حاشیہ پر یہ عبارت بھی درج ہے۔

"بنی الحکم بن ابو العاص ھو امجد الاعلی بنی امیہ "حکم بن ابی العاص بنی امیہ کا جد اعلیٰ ہے۔

خلافت الٰہی اور حکومت اسلامی کا اس دور مین کیا رنگ، ڈھنگ اور آہنگ تھا اس کے بارے میں سعید بن جمہان سے روایت ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ہیں تو اس نے کہا کہ بنی زرقاء جھوٹے ہیں۔

بل ھم ملوک من اشدّ الملوک و الی املکوک معاویہ

وہ تو عام بادشاہوں سے بھی زیادہ سنگ دل ہیں اور معاویہ سب سے پہلا بادشاہ ہے۔

ان خلفاء میں سے ایک یزید بھی تھا جس نے تین برس کی اپنی حکومت میں تین بڑے کارنامے انجام دئے۔

(۱) نواسۂ رسولؐ کو کربلا کے میدان میں قتل کردیا اور ناموس رسولؐ کو اسیر کرکے دربدر پھرایا۔

(۲) مدینۃ الرسولؐ پر چڑھائی کی۔ مسجد نبوی کو گھوڑوں کا اصطبل بنایا۔ اور اس کی فوج نے ایک ہزار کنواری لڑکیوں کے ساتھ زنا کیا۔ یہ لڑکیاں مدینہ کے ساکن مسلمانوں کی تھیں اور ان میں سے اکثر اصحاب رسولؐ میں سے تھیں۔

(۳) پھر مکہ پر چڑھائی کی اور خانہ کعبہ پر گولے برسائے۔ [۱۵]

عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کے پاس سے اس ڈر کے ساتھ کوچ کیا کہ ہمیں خوف تھا کہ ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں کیونکہ وہ ایسا شخص تھا جو ماں، بہنوں اور بیٹیوں تک کو نہ چھوڑتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز ترک کرتا تھا [۱۶]

آل محمد کی عداوت میں تخت خلافت پر کیسے کیسے لوگوں کو بٹھایا گیا ان کے کردار کے یہ چند نمونے تھے، آخر کار بنی امیہ کی ایک ہزار مہینوں تک چلنے والی حکومت ظلم وجور، فسق وفجور، جبر وتشدد اور بدکردار و بداطوار حکومت کے خلاف عوام کی نفرت اور عداوت سے ہر طرف بے چینی پیدا ہوئی۔

بقول امیر علی ”کربلا کے قتل عام سے پورے عالم اسلام میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی۔ اس سے ایران میں ایک قومی جذبہ پیدا ہوا جس نے بعد میں بنی عباس کی بنی امیہ کی تباہی میں مدد کی۔ [۱۷]

حسینؑ کے خون ناحق پر ہر دردمند دل رنجیدہ تھا اور ایک انقلاب کی فضاء تیار ہورہی تھی۔ بنی عباس نے اس کا پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ابنی امیہ کی بدعنوان حکومت کو فنا کے گھاٹ اتاردیا۔ ابومسلم خراسانی کی لیاقت قابلیت، جرأت اور حوصلہ مند قیادت میں ۲۵ ررمضان ۱۲۹ھ شب پنجشنبہ ہرات کے ایک گاؤں میں خلافت بنی عباس کا اعلان کردیا گیا۔ [۱۸] اور جدوجہد، تصادم اور خون ریزی کے بعد ابوالعباس عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم نے کوفہ پہنچ کر ۱۲ رربیع الاوّل ۱۳۲ھ میں خلافت کا اعلان کردیا۔ یہ خلیفہ سفاح کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابوعبد اللہ ابوجعفر المنصور خلیفہ ہوا پھر منصور کا بیٹا ابوعبد اللہ المہدی محمد بن المنصور خلیفہ ہو، اس کے بعد مہدی کا بیٹا ابومحمد الہادی موسیٰ بن مہدی تخت نشین ہوا۔

خلیفہ مہدی نے وصیت کی تھی کہ ہادی کے بعد مہدی کا دوسرا بیٹا ابوجعفر ہارون الرشید والئ

تخت وتاج ہوگا مگر ہادی کے دل میں فتور پیدا ہوگیا اور اس نے ہارون کو ولی عہد سے ہٹانے کا ارادہ کرلیا مگر ارادے پر عمل کرنے سے پہلے ہی وہ خود مرگیا اور اس طرح ۱۷۰ھ میں ہارون الرشید تخت خلافت پر متمکن ہوگیا۔ہارون الرشید نے بھی اپنی زندگی میں میں اپنے ایک بیٹے محمد امین کو خلیفہ اور دوسرے بیٹے مامون کو ولی عہد بنادیا تھا تیسرے بیٹے قائم کو جزیرہ ثغور وعواصم کی حکومت دے دی تھی۔

۳ر جمادی الاوّل ۱۹۳ھ کو ہارون الرشید نے طوس(خراسان) میں انتقال کیا۔ امین اس وقت بغداد میں تھا اور مامون اس کے پاس ہی خراسان میں تھا۔ امین کو ہارون کے انتقال کی خبر دی گئی۔ قاصد بھیجا گیا اور ۱۵ر جمادی الاوّل ۱۹۳ھ کو ابوعبد اللہ محمد الامین کی بیعت ہوگئی ۔۱۹

۱۹۴ھ میں(امین نے مامون کو ولی عہدی سے ہٹاکر اپنے بیٹے موسیٰ کو ناطق بالحق کے خطاب سے ولیعہد بنانا چاہا۔۱۹۵ھ میں مامون کو اس کا انکشاف ہوا تو اس نے خود کو خلیفہ ہونے کا اعلان کردیا اور خراسان کے فوجیوں سے اپنی بیعت حاصل کرلی۔ امین کو مامون کی بغاوت کا پتہ چلا تو اس نے اس کی سرکوبی کے لئے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا اور ادھر مامون نے بھی علی بن عیسیٰ بن ماہان کا مقابلہ کرنے کے لئے طاہر بن حسین کو فوج کے ساتھ بھیجا طاہر کامیاب ہوا۔اور علی بن عیسیٰ مارا گیا۔اس کی لاش ایک کنویں میں پھینک دی گئی۔۲۰

مامون نے طاہر بن حسین کو ہرثمہ اعین کے ساتھ امین سے جنگ کرنے کے لئے ایک فوج کے ساتھ بغداد بھیجا۔ کافی دنوں تک لڑائی چلتی رہی اور ۲۵ر یا ۲۶ر محرم ۱۹۸ھ بروز اتوار امین قتل کردیا گیا۔

قتل سے پہلے کسی نے اس سے پوچھا تھا کہ آپ کو مامون سے کس قسم کے سلوک کی توقع ہے تو اس نے بڑے پتہ کی بات کہی تھی۔

هيهات الملک عقيم لا رحم له

حکومت بانجھ ہوتی ہے۔اس میں رحم ہوتا ہی نہیں ہے۔

امین کا سر مامون کے پاس بھیج دیا گیا اور مامون کے حکم پر اسے صحن خانہ میں لٹکا دیا گیا اور لوگوں کو حکم دیا گیا کہ امین کے سر پر لعنت کریں اور انعام پائیں۔۲۱

امین کے قتل کے بعد مامون مستقل خلیفہ بن گیا۔

یکم رمضان ۲۰۱ھ کو ولی عہدی کا جلسہ منعقد ہوا اور حضرت امام علی رضاؑ کو ولی عہد مقرر

کر دیا گیا۔

مامون کی شخصیت پر ایک نظر

مامون ہارون الرشید کا بیٹا تھا جو ۱۴ یا ۱۸/ربیع الاوّل ۱۷۰ھ کو شب میں پیدا ہوا تھا۔ یہ شب تاریخ میں ایک عجیب عنوان سے یاد کی جاتی ہے کیونکہ اس میں ایک عباسی خلیفہ یعنی ہادی دنیا سے رخصت ہوا۔ ایک دوسرا خلیفہ یعنی ہارون الرشید بنااور ایک تیسرا خلیفہ یعنی مامون پیدا ہوا۔

مامون کی ماں مراجل ایک عجمی کنیز تھی جو بادغیس میں پیدا ہوئی تھی جو ہرات کا ایک شہر ہے۔ خراسان کے گورنر علی ابن عیسیٰ نے اسے ہارون کی خدمت میں بھیجا تھا۔ مراجل مامون کی پیدائش کے دو چار روز بعد ہی حالت نفاس میں مرگئی تھی۔ [۲۲]

مامون کے بارے میں لوگوں کی رائے

ابو معشر منجم کا قول ہے۔

کان المامون امّاراًبالعدل، فقیه النّاس یعد من کبار العلماء [۲۳]

مامون عدل وانصاف کے ساتھ حکم رانی کرنے والا تھا لوگوں میں دین وشریعت کا جاننے اور سمجھنے والا تھا اور بزرگ علماء میں شمار ہوتا تھا۔

کان افضل من رجال بنی العباس حزماوعزماً وحکماً علماً ورایاً ودهاء وهیئة و شجاعةً وسؤدداً وسماحةً وله محاسن وسیرة طویلة [۲۴]

ہوش وعزم حلم وعلم، رائے اورحسن تدبیر شجاعت وسیاحت، جواں مردی کے لحاظ سے بنی عباس میں وہ سب سے افضل شخص تھا اس میں خوبیاں اور بڑی سیرت تھی۔

ولم یلی الخلافة من بنی عباس اعلم منه کان فصیحاً مفوها (تاریخ الخلفاء)

بنی عباس میں اس سے بڑھ کر کوئی عالم خلافت کا والی نہیں ہوا اس میں فصاحت تھی اور بہت قدرت کلام تھی۔

ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا امین تھا جو مامون سے ایک برس یا اس سے کچھ کم چھوٹا تھا مگر اس کی ماں ام جعفر زبیدہ تھی جو منصور کی پوتی تھی۔ بنی عباس کی عورتوں کی سردار تھی۔ اس نے شہر تبریز آباد کیا تھا اور حاجیوں کی سہولت کے لئے مکہ کے راستہ میں کنویں کھدوائے تھے۔ بنی عباس اور زبیدہ کے

دباؤ میں اور وزیر سلطنت فضل بن یحیٰ کی سفارش پر ہارون نے بڑے بیٹے مامون کے بجائے امین کو خلیفہ نامزد کیا تھا، بعد میں مامون کو بھی ولی عہد مقرر کر دیا تھا اور خراسان و ہمدان کا گورنر مقرر کیا تھا۔

سیاسی ماحول

اس وقت عباسی حکومت تین خیموں میں تقسیم تھی۔

۱۔عرب عمومی طور پر اور بنی عباس خصوصی طور پر امین کے طرف دار تھے۔ کیونکہ اس کی ماں زبیدہ عباسی بھی تھی اور عرب بھی تھی اور مامون کے مخالف تھے جس کی ماں ایک عجمی کنیز تھی۔ وہ امین کو نجیب الطرفین کہتے تھے اور مامون کو کنیز زادہ۔

مامون کے اہم عہدیداروں میں فضل بن سہل اور حسن بن سہل دو بھائی تھے۔ جو عجمی تھے مامون پر ان کا بہت اثر تھا اور عرب ان سے ناخوش تھے۔ فضل بن سہل کو ذوالرّیاستین بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ تلوار اور قلم دونوں کا دھنی تھا۔

(۲) غیر عرب عموماً اور ایرانی سردار خصوصاً مامون کے حمایتی تھے۔ وہ اس کی ماں کے اعتبار سے اسے اپنا بھانجہ سمجھتے تھے اور عربوں کی غیر اسلامی عصبیت کی وجہ سے ان کے مخالف تھے۔

(۳) اولاد علیؑ خود کو خلافت کا حق دار سمجھتی تھی اور وقتاً فوقتاً ان کی طرف سے اس سلسلہ میں تحریکات رونما ہوتی رہتی تھیں۔ کربلا کے بعد حضرت علیؑ کے فرزند محمد بن حنیفہ کے ہاتھ پر کچھ لوگوں نے بیعت بھی کی تھی اور انہوں نے بہت سے شہروں میں نقیب بھی مقرر کر دئے تھے ۲۵

۱۲۱ھ میں زید بن علی نے، ۱۲۵ھ میں یحیٰ بن زید نے نعرۂ انقلاب بلند کیا تھا اور شہید ہوگئے تھے۔ ۲۶

محمد اور ابراہیم نفس زکیہ کی تحریک بھی رونما ہوئی تھی۔ خود اسی عہد میں ابو عبد اللہ محمد نے علم خلافت بلند کیا جو ابن طباطبا کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ایک مرد شجاع ابو السرایا کی حمایت سے انہوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ حسن بن سہل نے ہرثمہ بن اعین کو بھیجا جس نے ابو السرایا کو شکست دیدی اور ۱۶ محرم ۲۰۰ھ کو وہ کوفہ چھوڑ کر چلا گیا۔

عقیدت کے حق میں دلائل:

ولی عہدی بربناء عقیدت تھی اس کے سلسلے میں جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱)حضرت امام علی رضا اپنے زمانہ کے سب سے بڑے صاحب شرف بزرگ تھے۔ ہر زبان، ہر لغت میں فصیح ودانا تر تھے۔ جو شخص جس زبان میں باتیں کرتا تھا اس کو اسی زبان میں جواب دیتے تھے۔اور دوسری صدی میں مذہب امامیہ کے مجدّد تھے۔۲۷ اور مامون علوم وفنون کا دلدادہ اور صاحبان شرف کا قدردان تھا۔

مامون نے آپ کے فضل وشرف کا نزدیکی سے مشاہدہ کرنے کے لئے رجاء ابن ابی ضحاک کو اپنے غلام یاسر ۲۸ کے ساتھ مدینہ بھیجا تاکہ وہ امام رضاؑ کو مرو لے آئیں۔ امامؑ مرو آئے تو مامون نے نہایت احترام اور تکریم کی۔ دوسری طرف مامون نے تمام علاقوں میں فرامین بھیجے کہ تمام علاقوں میں جس قدر عباسی خاندان کے لوگ ہیں، آستانۂ خلافت میں حاضر ہوجائیں۔سبھی آل عباس جمع ہوئے ، ان کی گنتی کرائی گئی توان کی تعداد ۳۳ ہزار تھی، مامون نے بڑی عزت سے ان کا استقبال کیا اور اور عباسی نسلیں پورے برس حریم خلافت کی مہمان رہیں۔اسی اثناء میں مامون نے اپنے خاندان کے ہر شخص کو تجربہ وامتحان کی نگاہ سے دیکھا اور قطعی رائے قائم کرلی کہ اس بڑے گروہ میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو خلافت کا بارگراں سنبھال سکے۔ ۲۰۱ھ میں ایک دربار جس میں تمام اعیان سلطنت وارا کین دربار موجود تھے، منعقد کیااور سب سے خطاب کرکے کہا کہ آج دنیا میں جس قدر عباسی ہیں، میں ان کی لیاقت کا صحیح اندازہ کرچکا ہوں ان میں اور نہ آل علیؑ میں آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو استحقاق خلافت میں حضرت علی رضاؑ کے ساتھ ہمسری کا دعوی کرسکے۔اس نے اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا کہ وہ امامؑ کی بیعت کرے پھر دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کی ۔۲۹

۲۔مامون کو اہلبیتؑ سے محبت تھی۔ اس نے اعلان کرایا تھا کہ رسولؐ اللہ کے بعد علی ابن ابی طالبؑ افضل خلق اللہ ہیں۔۳۰ اس نے منادی کرادی تھی کہ جو شخص معاویہ کا ذکر اچھائی کے ساتھ کرے گا مامون اس سے بری الذّمہ ہے۔

مامون نے مبارک طبری کو لکھا کہ فدک کی جائداد مع اس کے حدود وحقوق کے اولاد فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کو واپس کردی جائے ۳۲

امامؑ نے خود فرمایا تھا کہ چونکہ مامون نے ہمارے حقوق کو تسلیم کرلیا ہے جن کو اس کے آباء واجداد نے نہیں پہچانا تھا لہٰذا میں نے اس کی ولی عہدی کو قبول کرلیا ہے ۔اگرچہ جفر وجامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انجام کو نہ پہنچے گا۔۳۳

جفر وجامعہ حضرت علیؑ کی دو کتابیں ہیں جن میں بطریق علم الحروف ان تمام حوادث کا ذکر ہے جو دنیا کے خاتمہ تک واقع ہوں گے۔ حضرت علیؑ کی اولاد میں جوامامؑ گزرے ہیں۔ وہ جفرو جامعہ سے واقف تھے اور ان کے مطابق حکم دیتے تھے۔

۳۔ مامون کو امام علی رضاؑ سے اس قدر محبت تھی کہ پہلے تو اس نے امامؑ سے یہی کہا تھا کہ میں چاہتاہوں کہ خود خلافت سے علیحدہ ہوجاؤں اور آپ کے سپرد کردوں مگر جب امامؑ نے اسے قبول نہیں کیا تو اس نے ولی عہدی کو قبول کرنے کی درخواست کی جسے امامؑ نے قبول کرلیا۔

۴۔ مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی امامؑ کے ساتھ کی تھی اور دوسری بیٹی ام الفضل کا عقد حضرت امام علی رضاؑ کے فرزند امام محمد تقیؑ کے ساتھ کی تھی۔

۵۔امامؑ کو ولی عہد بنانے اور ام حبیب سے عقد کرنے پر شعراء نے قصیدے کہے تو مامون نے خوش ہوکر انہیں انعام دیا۔اس وقت کے مشہور شاعر ابونو اس نے کوئی قصیدہ نہیں کہا تو مامون نے اس سے بازپرس کی تو اس نے جواب دیا میں نے کچھ اشعار کہے ہیں جن میں سے دوشعر یہ ہیں۔

قل لا استطیع مدح امامه　　　　کان جبریل خادم لابیه

مجھ میں امامؑ کی مدح وثنا کی طاقت نہیں ہے　　　　جبرئیل امین ان کے باپ کے خادم ہیں۔

قصرت السن الفصاحه عنده　　　　وهذا القریش لایحتوبه

یعنی فصاحت وبلاغت کی زبانیں ان کی تعریف سے قاصر ہیں اور یہ ایسا کام ہے جس کو پورانہیں کیا جاسکتا۔ مامون نے خوش ہوکر اس کا منہ موتیوں سے بھردیا۔

۶۔منبروں پر آپ کا نام خطبوں میں شامل کرنے کا حکم دیا گیا اور درہم ودینار پر آپ کا نام اور لقب لکھا گیا۔

۷۔بنی عباس کا سیاہ لباس ہٹاکر آل علیؑ کا سبزلباس پہننے کا حکم دیا۔ امامؑ کی ولی عہدی کی خبر عراق پہنچی تو بنی عباس کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے مامون کو خلافت سے معزول کرکے مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرلی۔

۸۔ مامون نے احسان کابدلہ چکایا چونکہ حضرت علیؑ نے اولاد عباس میں سے کچھ لوگوں کو والی اور امیر بنایاتھا اس لیے مامون نے اس کے بدلہ میں اولاد علیؑ میں سے امامؑ کو ولی عہد بنایا اس نے ایک موقع پر خود کہا تھا۔

انّما فعلت مافعلت لانّ ابابکرلما ولیّ لم یولیّ احداً من بنی ھاشم شیئاً ثم عمرثم عثمان کذالک

ثم ولیّ علی فولی عبد اللّٰہ ابن عباس البصرہ وعبید اللّٰہ الیمن ومعبداً مکۃ وقشم البحرین وماترک احداً منھم حتی۔ ولاہ شیئا فکانت ھذا فی اعناقنا حتی کا فاتہ فی ولدہ ممّافعلت۔ ۳۴؎

یعنی میں نے جو بھی کیا ہے وہ اس لئے کہ جب ابوبکر والیٔ حکومت ہوئے تو انہوں نے بنی ہاشم میں سے کسی کو امیر نہیں بنایا۔ پھر عمر اور عثمان نے بھی یہی کیا ۔ جب علیؑ قائم ہوئے تو انہوں نے عبداللہ ابن عباس کو بصرہ کا ، عبیداللہ کو یمن کا معبد کو مکہ کا اور قشم کو بحرین کا والی بنایا اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ عہد ہ دیا۔ یہ ہماری گردنوں پر احسان تھا اس لیے میں نے ان کی اولاد کو اس کا بدلہ دیا۔

۹۔ تمام ملک میں احکام شاہی نافذ ہوئے کہ امیر المومنین مامون کے بعد علی رضاؑ تخت و تاج کے مالک ہوں گے اور ان کا لقب الرضا من آل محمدؐ ہے۔ ۳۵؎

حسن بن سہل کے نام بھی فرمان گیا کہ ان کے لئے بیعت عام ہوجائے اور عموماً اہل فوج وعمائدین بنی ہاشم سبز رنگ کے پھریرے اور سبز قبائیں استعمال کریں۔

۱۰۔ جب امامؑ کی شہادت ہوگئی تو مامون کو بہت صدمہ ہوا اور اس نے بہت غم منایا کئی دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا اور لذات کو ترک کردیا، امام کی قبر پر تین دن مجاور بن کر رہا اور اس دوران رات دن میں صرف ایک روٹی اور نمک اس کی غذا تھی ۔

ان تمام پہلوؤں کے پیش نظر کچھ مؤرخین نے یہی نتیجہ برآمد کیا ہے کہ مامون نے امامؑ کو بربناء عقیدت ہی ولی عہد بنایا تھا اور امامؑ کی شہادت کی ذمہ داری مامون پرڈالنا ان کے نزدیک نامناسب ہے۔

(۱)چنانچہ شبلی نعمانی تحریر کرتے ہیں کہ

اہل تشیع بلا استثناء اس پر متفق ہیں کہ خود مامون نے امام رضاؑ کو زہر دلایا مگر ایک مؤرخ نے بھی مامون پر اس الزام کے لگانے کی جرأت نہیں کی ۔ ۳۶؎

(۲)ابن واضح عباسی کی تاریخ میں علی ابن ہشام پر امام کو زہر دینے کا شبہ ظاہر کیا گیا ہے ۔

(۳) بقول شبلی مامون پر یہ غلط اتہام ہے۔ بے شبہ مامون کے خاندان والے حضرت علی

رضاؑ کی ولی عہد سے ناراض تھے۔ ان میں سے ہی کسی نے یہ بے ہودہ حرکت کی ہوگی۔

(۴) جسٹس امیر علی بھی اس الزام کو لغو اور ناقابل اعتنا سمجھتے ہیں ان کے مطابق "یہ داستان کہ مامون نے فضل کے قتل پر لوگوں کو اُکسایا تھا اور امام رضاؑ کو زہر دلایا متعصّبانہ جعل سازی ہے۔ یہ تاریخ کی تحقیق وتنقید کی بالکل متحمل نہیں ہوسکتی۔ ۳۷؎

(۵) شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ طوس کے سفر میں امام علی رضاؑ نے دفعتہً انتقال کیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ موت زہر سے ہوئی اس لیے بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ انگوروں میں خود مامون نے زہر دلایا۔ یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔ ۳۸؎

(۶) لوگوں کا یہ کہنا کہ امامؑ کو مامون نے زہر دلوایا سراسر غلط ہے اور نادرست ہے۔ ۳۹؎

تصویر کا دوسرا رخ:

جو طبقہ مامون کے اس عمل کو بربناء سیاست سمجھتا ہے وہ امامؑ کی شہادت کا ذمہ دار بھی مامون ہی کو سمجھتا ہے اور اس کی دلیلیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ تذہیب تہذیب الکمال کے مطابق امام علی رضاؑ بمقام طوس شہید ہوئے یعنی ان کی وفات طبعی موت نہیں تھی۔ ۴۰؎

۲۔ امامؑ کو ان کی مرضی کے خلاف، انکار کرنے اور عہدہ سے بے زاری کے اظہار کے باوجود ولی عہد بنایا گیا اور ماہ صفر ۲۰۳ھ میں تقریباً سترہ / اٹھارہ مہینے بعد ہی اچانک آپ کی وفات ہوگئی جبکہ اس وقت نہ آپ بیمار تھے اور نہ ہی آپ کی عمر کچھ زیادہ تھی۔ صرف ۵۵ برس تھی۔ ۴۱؎

۳۔ مختصر "تاریخ الخلفاء" کے مطابق امامؑ نے مسموم ہوکر وفات پائی اور سناباد واقع ارض طوس میں مدفون ہوئے۔

۴۔ کتاب "الانساب" سمعانی کے مطابق "تحقیق یہ ہے کہ ان کو آب انار میں زہر دیا گیا"

۵۔ حسن بن جہم سے روایت ہے کہ مامون نے علماء امصار اور فقہاء اقطار جمع کیے تا کہ امام رضاؑ سے مباحثہ کریں لیکن آپ سب پر غالب آئے اور سب نے آپ کی فضیلت کا اعتراف اور اقرار کیا۔ امامؑ گھر آئے تو حسن بن جہم نے عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مامون کر آپ کا مطیع بنایا تو امامؑ نے فرمایا کہ مامون کے اس سلوک سے فریب میں نہ آجانا وہ بہت جلد مجھے زہر سے شہید کرے گا۔

۶۔تاریخ میں درج واقعات اشارہ کرتے ہیں کہ مامون نے آپ کو ولی عہد اپنی ضرورت کی وجہ سے بنا تو دیا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ امامؑ کی کوئی فضیلت عوام کے سامنے آئے چنانچہ جب ابن ابی الضحاک نے مامون سے امامؑ کے فضائل بیان کئے تو اس نے سختی سے منع کر دیا کہ لوگوں کے سامنے ان کا تذکرہ نہ کرنا۔ ابن ابی الضحاک نے اس پر اظہار تعجب کیا تو مامون نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے فضائل صرف میری زبان سے ادا ہوں۔عید کا موقع آیا تو پہلے تو مامون نے امامؑ سے درخواست کی کہ عید کی نماز پڑھائیں مگر جب لوگوں نے والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کیا اور وزیر فضل بن سہل نے مامون کو اس کی خبر دی تو مامون نے امامؑ کو واپس بلالیا۔[۲۴]

۷۔ ابو الصلت ہروی کے مطابق مامون نے امامؑ کو ولی عہد اس لیے بنایا تھا کہ لوگ کہہ سکیں کہ امامؑ کو حکومت سے رغبت ہے تا کہ اس طرح لوگوں کے دل میں امامؑ کی محبت کم ہو جائے اور خود مامون کے بارے میں یہ حسن ظن پیدا ہو جائے کہ اسے خلافت کی بالکل طمع نہیں ہے بلکہ وہ تو زاہد اور تارک الدنیا ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں۔

۸۔مامون نے امامؑ سے خلافت قبول کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر خلافت تیرے لئے من جانب اللہ ہے تو تجھے اسے کسی اور کو دینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر خلافت پر تیرا حق نہیں ہے تب بھی تجھے حق نہیں کہ تو اسے کسی اور کو دیدے۔ مامون نے امامؑ کو مجبور کیا کہ اس پیش کش کو قبول کریں۔آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اختیار سے تو اسے قبول نہیں کروں گا یہ گفتگو دو ماہ تک چلی مامون اصرار کرتا رہا اور امامؑ انکار کرتے رہے۔ جب مامون مایوس ہوگیا تو اس نے کہا کہ اچھا ولی عہدی ہی قبول کر لیجئے۔ امامؑ نے فرمایا کہ میرے آباء واجداد کے اقوال کے مطابق میں تو تجھ سے پہلے ہی دنیا سے چلا جاؤں گا اور مجھے زہر دیا جائے گا۔ مامون یہ باتیں سن کر رونے لگا اور اس نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ کو کون شہید کرسکتا ہے یا آپ سے برائی کا ارادہ کرسکتا ہے ۔آپ یہ صرف اس لیے کہہ رہے ہیں کہ آپ چاہتے ہیں کہ ولی عہدی قبول نہ کریں تا کہ لوگ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے تو دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ ولی عہدی کی پیش کش سے تیری غرض یہ ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ علی ابن موسیٰ الرضا نے دنیا کو نہیں چھوڑا بلکہ دنیا نے امامؑ کو چھوڑ دیا ہے۔ مامون نے غصہ میں کہا کہ اگر آپ نے ولی عہدی قبول نہ کی تو میں آپ کی گردن اڑادوں گا امامؑ نے فرمایا کہ اگر تو زبردستی کر رہا ہے تو میں قبول کیے لیتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ میں نہ تو کسی کو نصب کروں گا

اور نہ معزول۔ نہ کسی رسم ورواج کو بدلوں گا اور نہ کوئی نیا کام کروں گا۔صرف دور سے مسند خلافت کو دیکھتا رہوں گا۔مامون راضی ہوگیا امامؑ نے دست دعا بلند کرکے فرمایا کہ بار الٰہا انہوں نے مجھ پر جبر کیا ہے میں نے ضرورت کے تحت اسے قبول کیا ہے۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا جس طرح تو نے دانیال اور یوسف سے مواخذہ نہیں کیا۔ جنہوں نے اپنے اپنے بادشاہوں کی طرف سے ولایت کو قبول کیا تھا۔ خدایا کوئی عہد نہیں تیرے عہد کے سوا۔کوئی ولایت نہیں تیری ولایت کے سوا۔ مجھے توفیق دے کہ میں تیرے دین کو قائم کرسکوں اور تیرے نبی کی سنّت کو زندہ رکھوں۔۴۳؎

۹۔امامؑ کی ولی عہدی کی خبر سن کر جب بنی عباس نے مامون کو معزول کرکے اس کے چچا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرلی تو اس کی اطلاع کسی نے بھی مامون کو نہیں دی تھی سوائے امام علی الرضاؑ کے جنہوں نے اسے اس بغاوت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس ولی عہدی سے تیرے ہی لوگ تیرے خلاف ہیں (امامؑ کا مقصد یہی تھا کہ تو مجھے اس سے علیحدہ کردے۔)۴۴؎

۱۰۔ ولی عہدی پر مشہور شاعر اہل بیت دعبل خزاعی نے یہ اشعار نظم کیے تھے۔

مدارس آيات خلت من تلاوة ومنزل وحی مقصر العرصات

آیتوں کی درسگاہیں تلاوت قرآن سے خالی ہوگئیں اور وحی کے گھر ویران ہوگئے۔

یعنی امام رضاؑ سے مدینہ چھڑا دیا گیا ہے۔

تجارين بالارنان والزفرات نوائح ذات عجم اللفظ و النطقات

بے زبان بولنے والیاں جن کی باتیں بھی ایک دوسرے کو صاف سمجھ میں نہ آتی تھیں، آہوں اور کراہوں سے جواب دے رہی تھیں۔

یہ سن کر امام رضاؑ نے دعبل کو ایک لباس اور چھ سو دینار عطا فرمائے تھے۔۴۵؎

۱۱۔صلاح الدین صفوی کے بقول مامون نے انار میں زہر دیا تاکہ بنی عباس جو امامؑ کی ولی عہدی پر ناراض تھے، خوش ہوجائیں۔امامؑ کو جب اس کا احساس ہوا تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

فلیت كفافا كان شرك كله وخيرک عفی ما ارتوی ما ارتوی

مامون نے آپ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ کچھ وصیت ہو تو کردیجئے۔آپ نے قاصد سے فرمایا کہ کسی کو ایسی چیز کبھی نہ دینا جس پر تمہیں پچھتاوا ہو۔۴۶؎

ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں کہ مامون نے پہلے تو انہیں ولی عہد بنایا پھر مکر کیا اور پھر زہر

دے دیا جس سے ان کی وفات ہوگئی ۔۴۷

امام ذہبی کہتے ہیں کہ امامؑ زہر سے شہید ہوئے۔ ۴۸

مسعودی کہتے ہیں کہ مامون نے امامؑ کو بلایا۔ انگور نوش کرنے پر مجبور کیا۔ انگور کھاتے ہی امامؑ کی حالت غیر ہوگئی۔ دو دن کے بعد رحلت فرمائی۔ یہ واقعہ سترہ صفر ۲۰۳ھ کا ہے۔ ۴۹

۱۲۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ

''افسوس کہ امام علی رضاؑ نے اچانک وفات پائی۔مامون کو اتنا قلق ہوا کہ آپ کے جنازہ کے ساتھ ننگے سر چلا اور پکارتا جارہا تھا اے ابوالحسن (امام رضا کی کنیت) آپ کے بعد میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ امام علی رضاؑ کو زہر دیا گیا اور ان کا ذمہ دار خود مامون ہے۔اس شبہ کے لئے گنجائش یقیناً موجود ہے۔ مامون نے جب سنا ہوگا کہ امام علی رضاؑ کو ولی عہد کی وجہ سے سارے عباسی ناراض ہوگئے ہیں اور حکومت ہاتھ سے نکلی جارہی ہے تو بات بعید نہیں کہ اس سے عافیت اس میں سمجھی ہو کہ امام ممدوح بیچ میں سے نکل جائیں۔ ۵۰

حاصل مطالعہ:

تمام امور پر نظر ڈال لینے اور تاریخی حقائق کو پیش نظر رکھ کر کسی نتیجہ تک رسائی کے لئے چند پہلوؤں پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔

۱۔ ارباب حکومت کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ تخت حکومت کو بچانے اور اس پر قابض رہنے کی خاطر کسی بھی مروت، اصول یا رشتہ کا لحاظ نہیں رکھتے۔ بیٹا باپ کو بے دخل کر دیتا ہے اور باپ بیٹے کو، بھائی کا بھائی سے ٹکرانا تو تاریخ عالم کا اہم حصہ رہا ہے اور مامون بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا اس نے اپنے بھائی امین کو قتل کرایا ہی تھا۔

۲۔مامون کوئی زاہد اور پارسا بھی نہیں تھا نہ اس کے ہم نشین پاک باز اور دین دار اشخاص تھے۔

مامون خود بھی بھی شراب پیتا تھا اور اس کے عہدیداران بھی بدعنوان اور بد اطوار تھے۔اس کا ایک ہم نشین یحییٰ ابن اکثم تھا جو اغلام بازی میں شہرت عامہ رکھتا تھا۔ اس کے لئے یہ اشعار مشہور ہیں۔

یالیت یحیٰ لم یلده اکثم ولم تطاؤ ارض العراق قدمه

الوط قاضی فی العراق تعلم یری علیٰ من یلوط من باس

اے کاش یحییٰ کو اکثم نے پیدا نہ کیا ہوتا اور سرزمین عراق پر اس کے قدم نہ پڑے ہوتے عراق میں سب سے بڑا اغلام باز ہے۔ قاضی ہے جو لواطہ کو کوئی غلط کام نہیں سمجھتا۔

۳۔ مامون کا یہ کردار بھی تاریخ میں محفوظ رہا ہے کہ اس نے اپنے بھائی قاسم بن رشید کو ولی عہدی سے ۱۹۸ھ میں ہٹایا تھا۔

۴۔ مامون کا سفر بغداد اور وزیر اعظم کا قتل، اس عنوان سے شاہ معین الدین احمد ندوی بحوالہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔

"۲ رشعبان ۲۰۲ھ کو وزیر اعظم) ذوالریاستین فضل بن سہل ایک حمام میں خفیہ قتل کردیا گیا اور قاتل روپوش ہوگئے۔ مامون نے ان کا پتہ چلانے والے کے لئے دس ہزار الغام مقرر کیا۔ عباس بن حشم دینوری نے ان کو گرفتار کیا ان میں سے ایک مسعودی، دوسرا قسطنطنین رومی، تیسرا فرج ویلمی اور چوتھا موفق صقلبی تھا۔ یہ سب مامون کے سامنے پیش ہوئے اور کہا کہ آپ ہی نے تو ہمیں وزیر اعظم کے قتل کا حکم دیا تھا۔ مامون اس پر بہت برہم ہوا اور اسی وقت سب کے سر قلم کر کے فضل کے بھائی حسن بن سہل کے پاس بھجوادئے اور تعزیت میں لکھا کہ فضل کے قتل سے تم لوگوں پر جو مصیبت پڑی ہے اس کا مجھے خوب اندازہ ہے اور اس کی تلافی کے لئے فضل کی جگہ حسن وزارت عظمیٰ پر ممتاز ہوا۔ اور اس کی لڑکی بوران سے (مامون نے) شادی کرلی۔ اس حسن تلافی سے بڑی حد تک حسن کو تسلی ہوگئی۔" ۵۱

۵۔شاہ معین الدین احمد مامون کی پرائیویٹ زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"مامون کا عمل درکفے جام شریعت درکفے مسندان عشق" پر تھا۔ اس کی زندگی کے دو رخ تھے ایک رخ بڑا رنگین تھا۔ نبیذ پیتا تھا، موسیقی کا شائق تھا۔ خود بھی اس کا ماہر تھا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے صاحب کمال مفتی جمع تھے۔ رقص وسرود کی محفلیں ہوتی تھیں۔ ۵۲

۶۔اس کے بارے میں یہ بھی ملتا ہے۔

کان المامون یحب الشّطرنج شدیداً — مامون شطرنج کو بہت پسند کرتا تھا

ویقول هذا لیشحذ الذّهن واقترح فیها اشیاء — اور کہتا تھا کہ یہ ذہن کو تیز کرتی ہے۔ ۵۳

اس نے اس میں نئی نئی چیزیں بھی پیدا کی تھیں۔

۷۔مامون کو امامؑ سے یا اہل بیت سے عقیدت یا محبت ہوتی تو امامؑ کو خلافت یا ولی عہدی قبول کرنے پر مجبور نہ کرتا اور قتل کرنے کی دھمکی نہ دیتا۔

۸۔اگر بعض لوگوں کے بقول کسی اور نے امامؑ کو زہر دیا ہوتا تو مامون کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس واقعہ کی تفتیش کراتا اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی تھی انہیں سزا دیتا۔

بیٹیوں کا رشتہ امام رضاؑ اور امام محمد تقی سے کردینا مامون کو امامؑ کے قتل کے الزام سے بری نہیں کرسکتا۔ رشتہ داروں ، عہدیداروں کو قتل کرنا مامون کے لئے کوئی امر ممنوع نہیں تھا۔ اس نے اپنی بیوی بوران کے چچا کو اور خود اپنے بھائی کو قتل کرایا تھا۔

حوالے:

۱۔سیرت النبی ، جلد دوم ، ص ۵۹

۲۔سیرت النبی ، جلد دوم، ص ۶۰

۳۔سیرت النبی ، جلد دوم، ص ۶۰

۴۔سیرت النبی ، جلد دوم ، ص ۶۱

۵۔صحیح مسلم ، جلد دوم ،ص ۶۳ ، کتاب الایمان

۶۔سیرت النبی ،شبلی نعمانی، جلد دوم، ص ۴۷

۷۔تاریخ الخلفاء،ص ۹۷

۸۔ تاریخ الخلفاء ،ص ۹۷

۹۔ المامون ،شبلی نعمانی، ص ۱۴

۱۰۔تاریخ الخلفاء،ص ۱۱۰

۱۱۔ تاریخ الخلفاء،ص ۱۳۶

۱۲۔الفاروق،شبلی نعمانی

۱۳۔ تاریخ الخلفاء ،ص ۱۳

۱۴۔تاریخ الخلفاء،ص ۱۳

۱۵۔تاریخ اسلام، جسٹس امیر علی ،ص ۳۷

۱۶۔تاریخ الخلفاء،ص ۱۴۶

۱۷۔تاریخ اسلام: امیر علی، ص۱۷
۱۸۔المامون: شبلی نعمانی، ص۱۷
۱۹۔ابو الفداء، جلد دوم، ص۱۸
۲۰۔تاریخ خمیس، جلد دوم، ص ۳۷۲
۲۱۔تاریخ اسلام: امیر علی، ص۲۰۷
۲۲۔المامون: شبلی نعمانی، ص ۲۰، ترجمہ منتہی الامال، جلد دوم، ص ۶۳۰
۲۳۔تاریخ الخلفاء، ص ۳۱۳
۲۴۔تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۲
۲۵۔المامون، ص ۱۴
۲۶۔المامون، ص ۱۴
۲۷۔وسیلۃ النّجاۃ: ملا محمد مبین فرنگی محلی، ص۳۸۷
۲۸۔تذکرہ الخواص، ص ۳۷۴
۲۹۔المامون، شبلی نعمانی
۳۰۔تاریخ الخلفاء، ص۲۱۴
۳۱۔تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۴
۳۲۔فتوح البلدان بلاذری، ص ۴۰
۳۳۔شرح مواقف، ص ۳۴۲
۳۴۔تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۳
۳۵۔تاریخ الخلفاء، کے مطابق الرضی ہے۔
۳۶۔المامون، ص۶۱
۳۷۔تاریخ اسلام، ص۲۱۲
۳۸۔تاریخ اسلام: حصہ سوم، ص ۱۵۵
۳۹۔تاریخ اسلام: حصہ سوم، ص ۴۳۰، اکبر شاہ نجیب آبادی
۴۰۔خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال، ص ۲۷۸، مطبوعہ مصر

۴۱۔تاریخ ابو الفداء، جلد ۲، ص ۲۳
۴۲۔ وسیلۃ النجاۃ: ملا محمد مبین فرنگی محلی، ص ۲۸۲۔۳۷۹
۴۳۔وسیلۃ النجاۃ: ملا محمد مبین فرنگی محلی، ص ۳۸۲۔۳۲۹
۴۴۔المامون، ص ۶۱
۴۵۔ارشاد۔ص ۲۹۲
۴۶۔الوافی بالوفیات، ۲۵۱/۲۲ نمبر شمار ۱۸۱
۴۷۔مقاتل الطالبین
۴۸۔سیر اعلام النبلاء، جلد ۹، ص ۳۹۳
۴۹۔مروج الذہب، جلد ۴، ص ۲۸
۵۰۔مختصر تاریخ اسلام: مولانا غلام رسول مہر ص ۱۹۴، مطبوعہ فرید بک ڈپو، نئی دہلی
۵۱۔تاریخ اسلام: جلد سوم، ص ۱۵۴
۵۲۔تاریخ اسلام: جلد سوم، ص ۱۸۶
۵۳۔تاریخ الخلفاء، ص ۲۲۵۔